گردشِ دولت-اسلامی نظمِ معیشت کا ایک اہم اصول

ڈاکٹر غلام حسین بابر☆

ڈاکٹر عاصم نعیم☆☆

Circulation of wealth is the fundamental principle of Islamic economic system. Islam has given effective mechanism of circulation of wealth from top to bottom. Islam first forbids the accumulation of extreme wealth and secondly blessed us with the principles of overcoming the poverty issues. It has made the zakat obligatory for every person who contains considerable wealth. Thus circulation of wealth is one of the most important aspects of Islamic economic system. Islam has taken many legal steps for the sake of circulation of wealth. The core objective of circulation of wealth is to facilitate poor communities and protect their fundamental rights.

تاریخ انسانی کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرت آدمؑ سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء علیہم السلام کی بعثت اور ان پر نازل ہونے والی آسمانی کتب وصحف کا بنیادی مقصد ایک ایسے معاشرے کا قیام تھا جس میں عدل وانصاف کا نظام اپنی اصلی روح کے ساتھ موجود ہو، جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ا

"بے شک ہم نے اپنے رسول کھلی اور واضح دلیلوں کے ساتھ بھیجے اور ہم نے ان پر کتابیں اور عدل کے احکام نازل کیے تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔"

کسی بھی معاشرے میں عدل کا قیام اس وقت تک ممکن نہیں جب تک دین کے دیگر تمام احکام کا نفاذ عملاً نہ کیا جائے۔ کیونکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ دین اسلام میں زندگی کے تمام امور سے متعلق مکمل رہنمائی موجود ہے اور دین اسلام کے احکام ایک دوسرے سے مربوط ہیں اور ان کے حقیقی اثرات اس وقت ظاہر ہوتے ہیں جب ان احکام کا نفاذ ایک نظام کی صورت میں کیا جائے۔ اگر ان احکام میں سے کچھ کو اختیار کیا جائے اور کچھ کو اختیار نہ کیا جائے تو پھر انسانی معاشروں میں بے اعتدالی، اور بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ آج مسلمان معاشروں میں پائی

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، بارانی زرعی یونیورسٹی، راولپنڈی۔

** اسسٹنٹ پروفیسر، ادارۂ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور۔

جانے والی بے اعتدالی، بے انصافی اور بگاڑ کا نمایاں سبب یہ ہے کہ مسلمان شخصی اور انفرادی معاملات میں کسی حد تک اسلامی احکام پر عمل کرتے ہیں لیکن معاشرتی، معاشی اور سیاسی عوامل میں اسلامی احکام کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ ۲

اگر اسلام کے عمومی تصور حیات کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام ان تمام معاشرتی، معاشی، سیاسی اور اخلاقی عوامل پر پابندی لگاتا ہے جس سے انسانی معاشرے میں ناہمواری پیدا ہو، کسی بھی معاشرے کی ناہمواری کا ایک اہم سبب معاشی بے انصافی اور اقتصادی استحصال ہوتا ہے اور اس معاشی نا انصافی اور اقتصادی استحصال کی کئی صورتیں اور شکلیں ہوتی ہیں جن کے خدوخال وقت کی نسبت سے بدلتے رہتے ہیں۔ دورِ حاضر دنیا میں موجود دولت کی فراوانی، وسائل پیداوار کی حیران کن ترقی اور بے مثال معاشی ارتقاء کے باوجود غربت، افلاس، بے روزگاری، بے یقینی، طبقاتی تقسیم اور معاشرتی مظالم کا دور دورہ ہے انسانی آبادی کا ایک بڑا حصہ نانِ شبینہ کا محتاج ہے اور بنیادی ضروریات زندگی اس کی دسترس سے باہر ہیں۔ یقیناً حالات کے بگاڑ کا بڑا بنیادی سبب وہ ''معاشی نظام'' ہیں جو مختلف ادوار میں ''جاگیرداری نظام''، ''اشتراکیت''، ''کمیونزم''، ''فسطائی نظام''، اور ''سرمایہ دارانہ نظام'' کی صورت میں دنیا میں رائج رہے ہیں۔ ان تمام معاشی نظاموں کی ایک قدر مشترک ہے جس کی وجہ سے انسانیت غربت، افلاس اور بدحالی کا شکار ہوئی وہ قدر مشترک ''ارتکاز دولت'' کی صورت میں موجود ہے، اگر کسی بھی معاشرے میں ارتکاز دولت کا عمل فروغ پا جائے تو اس سے انسانی معاشرے میں ایک ایسی ناہمواری پیدا ہوتی ہیں جو بعد میں بگاڑ کے کئی پہلوؤں کو فروغ دیتی ہیں۔ اسلام چونکہ فطری دین ہے اس لئے اسلامی تعلیمات میں ان تمام عوامل پر پابندی لگائی گئی ہے جو کسی بھی نسبت سے معاشرے میں ارتکاز دولت کا ذریعہ بنتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اسلام نے قانونی اور اختیاری اقدامات کے ذریعے ان تمام عوامل کی حوصلہ افزائی کی ہے جو کسی بھی نسبت سے گردش دولت کا سبب بن سکتے ہوں، جیسا کہ درج ذیل آیاتِ قرآنیہ سے ثابت ہوتا ہے:

وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ
وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ ۳۔

''اور مال باوجود عزیز رکھنے کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو دیں اور گردنوں (کے چھڑانے) میں (خرچ کریں) اور نماز پڑھیں اور زکوۃ دیں''۔

وَأَنفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۴؎

''اور خدا کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور نیکی کرو بیشک خدا نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔''

وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ۵؎

''یہ اور بھی تم سے پوچھتے ہیں کہ (خدا کی راہ میں) کون سا مال خرچ کریں کہہ دو کہ جو ضرورت سے زیادہ ہو اس طرح خدا تمہارے لئے اپنے احکام کو کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تا کہ تم سوچو۔''

مَّثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَن يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۶؎

''جو لوگ اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کے مال کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات بالیں اگیں اور ہر ایک بال میں سو سو دانے ہوں اور خدا جس (کے مال) کو چاہتا ہے زیادہ کرتا ہے وہ بڑی کشائش والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔''

وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ۷؎

''اور جس دن (پھل توڑ و اور کھیتی) کاٹو تو خدا کا حق بھی اس میں سے ادا کرو اور بیجا نہ اڑانا کہ خدا بیجا اڑانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔''

وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۸؎

''اور جان رکھو کہ جو چیز تم (کفار سے) لے کر آؤ اس میں سے پانچواں حصہ خدا کا اور اس کے رسول کا اور اہل قرابت کا اور یتیموں کا اور محتاجوں کا اور مسافروں کا ہے۔''

وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنتُمْ

تکنِزُونَ۹

''جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو خدا کے رستے میں خرچ نہیں کرتے ان کو اس دن کے عذاب کی الیم خبر سنادو جس دن وہ (مال) دوزخ کی آگ میں گرم کیا جائے گا پھر اس سے ان (بخیلوں) کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی اور (کہا جائے گا کہ) یہ وہی ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا سو جو تم پہلے جمع کرتے تھے (اب) اس کا مزا چکھو''

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۔۱۰

''بے شک صدقات (زکوۃ و خیرات) تو مفلسوں، اور محتاجوں اور کارکنان صدقات کا حق ہے اور ان لوگوں کا جن کی تالیف قلوب منظور ہے اور غلاموں کے آزاد کرانے میں اور قرضداروں اور خدا کی راہ میں اور مسافروں میں یہ خدا کی طرف سے مقرر کر دیئے گئے ہیں اور خدا جاننے والا اور حکمت والا ہے۔''

مندرجہ بالا آیات میں گردش دولت کے مختلف پہلوؤں کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ارتکاز دولت کے ممکنہ پہلوؤں کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔

مسلمان مفسرین اور مفکرین نے ان آیات کے تناظر میں گردش دولت کی اہمیت اور ارتکاز دولت کے خطرات سے متعلق سیر حاصل بحث کی ہے۔ مفتی محمد شفیع اس نسبت سے لکھتے ہیں کہ ''تقسیم دولت کا بڑا مقصد جس کو اسلام نے بہت اہمیت دی ہے وہ یہ ہے کہ دولت کا ذخیرہ چند ہاتھوں میں سمٹنے کے بجائے معاشروں میں زیادہ سے زیادہ وسیع پیمانے پر گردش کرے اور اسی طرح امیر وغریب کا تفاوت جس حد تک فطری اور قابل عمل ہو کم کیا جائے اس سلسلے میں اسلام کا یہ طرز عمل ہے کہ دولت کا جو اولین ماخذ اور دہانے ہیں ان پر اس نے کسی فرد یا جماعت کا پہرہ بیٹھنے نہیں دیا بلکہ معاشرے کے ہر فرد کو ان سے استفادہ کا مساوی حق دیا ہے۔'' ۱۱

یقیناً یہ بات تاریخی اعتبار سے مسلمہ حیثیت کی حامل ہے کہ دولت کی منصفانہ تقسیم معاشی اور معاشرتی استحکام اور انسانیت کی بھلائی کی ضامن ہے معاشرتی اور معاشی ترقی کا حقیقی راز ''گردشِ دولت'' کے عمل سے

وابستہ ہے۔

امین احسن اصلاحی اپنی تفسیر ''تدبر قرآن'' میں اسلامی اقتصادی اصولوں پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ''اسلامی اقتصادیات کا یہ اصول واضح ہوا کہ اسلام یہ پسند نہیں کرتا کہ دولت کسی خاص طبقہ کے اندر مرتکز ہو کر رہ جائے بلکہ وہ چاہتا ہے کہ اس کا بہاؤ ان طبقات کی طرف ہو جو اپنی خلقی کمزوریوں یا فقدان وسائل کے سبب سے اس کے حصول کی جدوجہد میں پورا حصہ نہیں لے سکتے،اس مقصد کے لئے اس نے افراد کو زیادہ سے زیادہ انفاق پر ابھارہ ہے اور ان کے اس آزادانہ انفاق کو روحانی ترقی کا سب سے بڑا ذریعہ قرار دیا ہے اور قانون کی رو سے بھی ہر صاحب مال کے مال سے ایک حصہ غریبوں کے حق معیشت سے الگ کرکے حکومت کی تحویل میں دے دیا ہے۔'' ۱۲

اسلام کے تصور گردش دولت کے مقاصد میں سب سے اہم مقصد یہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے دنیا میں ایک ایسا معاشی نظام قائم کیا جائے جو فطرت کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہو اور ہر انسان آزادنہ حیثیت سے اپنی لیاقت،استعداد،محنت،اور پسند کے مطابق خدمات سرانجام دے تاکہ اسے اس کی محنت اور سرمایہ کا حقیقی بدل منافع کی صورت میں مل سکے۔

حضورﷺ نے ارتکازِ دولت کے خاتمے کے لئے اور اس کے ساتھ گردش دولت کے لئے اور معاشرے میں دولت کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنانے کے لئے کئی قانونی اقدامات (زکوٰۃ، وراثت،عشر) اور اختیاری اقدامات (انفاق،صدقہ،محنت،وغیرہ) اٹھائے ہیں حضورﷺ نے باقاعدہ ایک مالیاتی نظام ترتیب دیا تھا جس کی اصل روح زکوٰۃ سے وابستہ تھی۔جس وقت آپﷺ شہر مکہ میں تھے اس وقت زکوٰۃ کی ترغیب سے متعلق آیات (المومنون ۱تا۴) نازل ہوئی تھیں۔مگر اس دور میں زکوٰۃ کی ادائیگی ایک اچھا عمل گردانا جاتا تھا۔ البتہ یہ حقیقت ہے کہ زکوٰۃ کی کوئی عملی صورت موجود نہیں تھی اور نہ اس کے ادائیگی کے لئے کوئی شرعی احکامات مقرر کئے گئے تھے۔مدینہ منورہ میں جب آپﷺ نے ایک ریاست کی بنیاد رکھی تو وہاں پر آپﷺ نے ایک مالیاتی نظام متعارف کروایا اس دور میں زکوٰۃ کی فرضیت کا حکم باقاعدہ نازل ہوا تھا اور وہ حکم یہ تھا:

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ ۱۳۔

اس حکم شرعی کے بعد حضورﷺ نے زکوٰۃ سے متعلق باقاعدہ اصول،احکام مقرر فرمائے۔آپﷺ نے زکوٰۃ کے حوالے سے باقاعدہ ایک ادارہ بھی قائم کیا تھا

ڈاکٹر محمد حمید اللہ حضورﷺ کے قائم کردہ اس مالی ادارے (بیت المال) کے بارے میں لکھتے ہیں''مسجد

نبوی کے متصل ایک کمرہ تھا جس کی کڑی نگرانی کی جاتی ہے اس میں سرکاری اموال اور اجناس رکھے جاتے تھے حضرت بلالؓ اس کی نگرانی کرتے تھے یہ پہلا بیت المال تھا اور حضرت بلالؓ پہلے وزیر مالیات تھے۔'' ۱۴

حضور ﷺ نے چند دیانت دار اور صاحب کردار افراد کو زکوٰۃ کی وصولی پر مامور کرتے تھے اور انھیں اس حوالے سے باقاعدہ ہدایات اور رہنمائی بھی دی جاتی تھی کہ وہ زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے خود متعلقہ علاقوں میں جایا کریں اور اس کے ساتھ ساتھ تمام زکوٰۃ کے ذمہ داران کو ہدایات بھی دی گئی تھی کہ وہ زکوٰۃ کی رقم کا مال لوگوں سے چھانٹ کر نہ لیا کریں اور نہ حق سے زیادہ وصول کیا کریں۔

پروفیسر نور محمد غفاری اس حوالے سے لکھتے ہیں کہ ''زکوٰۃ اور جزیہ کے لئے محصلین مقرر تھے ہر قبیلہ اور علاقہ کا الگ محصل تھا جو قبائل کا دورہ کر کے لوگوں سے زکوٰۃ وصول کرتا اور آپ کی خدمت میں پیش کرتا عموماً مختلف قبائل کے روساء ہی ان کے محصلین زکوٰۃ ہوتے تھے۔ ۱۵

حضور ﷺ نے مختلف مواقعوں پر زکوٰۃ کی اہمیت کو واضح کیا تھا چونکہ اسلامی معیشت میں جو چیز ''روح'' کے طور پر موجود ہے وہ ''زکوٰۃ ہے جب حضور ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو ان کو رخصت کرتے وقت چند نصیحتیں فرمائیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ انھیں (یعنی یمن کے لوگوں کو) یہ بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے لی جائے گی اور ان کے فقیروں میں تقسیم کی جائے گی۔'' ۱۶

صحیح بخاری کی ایک اور حدیث ہے کہ ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ایسا کام بتایئے جو مجھ کو جنت میں لے جائے تو آپ ﷺ نے توحید کا اقرار اور نماز کی ادائیگی کے بعد زکوٰۃ کی ادائیگی کا ذکر فرمایا۔ ۱۷

یہ بات واضح ہے کہ اسلام کے نظم معیشت میں زکوٰۃ گردش دولت کے سب سے بڑے ذریعہ کے طور پر موجود ہے اور اس کی وجہ سے دولت امیر کے ہاتھ سے غریب کے ہاتھ میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ اس حوالے سے لکھتے ہیں'' کہ اسلام یہ حکم دیتا ہے کہ روپیہ اول تو روک کر نہ رکھا جائے اور رک گیا ہو تو تالاب میں سے زکوٰۃ کی نہریں نکال دی جائیں تا کہ جو کھیت سوکھے ہیں ان کو پانی پہنچے اور گرد و پیش کی ساری زمین شاداب ہو جائے۔'' ۱۸

نبی کریم ﷺ کے قائم کردہ قانونی اقدامات میں زکوٰۃ کے علاوہ وراثت کا نظام بھی قائم رکھا گیا ہے اس قانون کی حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی شخص مال چھوڑ کر مر جائے خواہ وہ زیادہ ہو یا کم اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے

دور و نزدیک کے رشتہ داروں میں ایک ضابطہ کے تحت درجہ بدرجہ پھیلا دیا جائے۔

فقہی اصطلاح میں وراثت کو علم الفرائض کا نام دیا گیا ہے۔فرائض فریضہ کی جمع ہے جو فرض سے ماخوذ ہے جس کے معنی تقدیر و تعین کے ہیں چونکہ اس علم میں وارثوں کے جو حصے بیان کیے جاتے ہیں ان کی تقدیر و تعین خود شریعت نے کی ہے اس لئے اس کو علم الفرائض کا نام دیا گیا ہے، بعض روایات کے اندر اس علم کے حصول کی ترغیب بھی دی گئی ہے۔

مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی ''اسلامی قانون وراثت'' کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ''اسلامی قانون وراثت میں ''تقسیم دولت'' کا جو طریقہ ہے وہ ایسا معتدل اور مدبرانہ ہے کہ اگر صحیح طور پر اس کو اختیار کیا جائے اور سوسائٹی میں اس کا رواج معام کیا جائے تو نہ اس سے سرمایہ درانہ دولت کے پیدا ہونے کا امکان باقی رہتا ہے کہ جس سے بڑی بڑی زمین داریاں بنتی ہیں اور نہ افراد کے درمیان افلاس و فاقہ مستی کو فروغ ہو سکتا ہے کیونکہ یہ ایک ایسا نظام ہے جس سے دولت کے سامان ہر وقت گردش میں رہتے اور ایک ہاتھ سے نکل کر دوسرے ہاتھ میں پہنچتے رہنے کی وجہ سے کم و بیش ہر فرد کو فائدہ بخشتے رہتے ہیں۔ ۱۹

سید شوکت علی میراث کے اصولوں کی اہمیت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ''اسلام کے اصولوں میں سے صرف تقسیم میراث کے اصولوں کو لیجئے ان کی پابندی کرنے سے ہر فرد کی موت پر اس کا ترکہ متعدد افراد پر تقسیم ہو جاتا ہے اور دولت گردش کرتی رہتی ہے۔یہ اصول اسلام میں ایک مستقل فنی اور علمی حیثیت رکھتے ہیں جس کو علم الفرائض کہتے ہیں۔'' ۲۰

نبی کریم ﷺ نے معاشرے میں ارتکاز دولت کے خاتمے اور دولت کی منصفانہ گردش کو یقینی بنانے کے لئے جہاں قانونی اقدامات اٹھائے وہاں پر چند اختیاری اقدامات بھی اٹھائے ان اختیاری اقدامات میں انفاق فی سبیل اللہ، صدقہ و خیرات، وقف اور ھبہ وغیرہ شامل ہیں اسلامی تعلیمات میں ان اختیاری اقدامات کو انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور قرآن و سنت میں ان اقدامات کو اٹھانے کی باقاعدہ ترغیب دی گئی ہے۔

اسلامی نظم معیشت میں گردشِ دولت کے عمل کو یقینی بنانے کے لئے کئی اور ذرائع کا تعین بھی کیا گیا ہے ان ذرائع میں عشر کی صورت میں وصول کی جانے والی رقم، خراجی زمینوں سے حاصل ہونے والے ٹیکس، جزیہ، فئی، خمس، ضرائب، لقطہ اور اجارہ وغیرہ شامل ہیں۔علاوہ ازیں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کئی تجارتی عوامل کا ذکر بھی کیا گیا ہے ان تجارتی عوامل میں مضاربت، مشارکت، مزارعت اور مساقات وغیرہ شامل ہیں ان تجارتی

طریقوں سے بھی سرمایہ معاشرے میں گردش میں آتا ہے۔

قرآن مجید اور سنت رسول ﷺ میں ایسے کئی عوامل کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے جن کی وجہ سے دولت مرتکز ہوتی ہے ایسے عوامل کی بیخ کنی کے لئے اسلام نے کئی قانونی اور اختیاری اقدامات کا تعین کیا ہے کیونکہ یہ عوامل معاشرے میں لاتعداد معاشی مسائل کا سبب بنتے ہیں ایسے عوامل میں ''سود'' کو بنیادی حیثیت حاصل ہے قرآن وسنت میں سود اور سود سے متعلقہ تجارتی امور کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے کیونکہ سود کی وجہ سے گردشِ دولت کا عمل رک جاتا ہے اور طبقاتی تقسیم کا عمل فروغ پانا شروع ہو جاتا ہے امیر امیر تر اور غریب غریب تر ہوتا چلا جاتا ہے، سود کا سب سے بڑا معاشی نقصان یہ ہوتا ہے کہ اس سے غریب اور کمزور طبقات کی معمولی قوت خرید بھی ساہوکار چھین لیتا ہے۔

سید مناظر احسن گیلانی سود اور سودی نظام کے خطرات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ''جب سود خوار اپنے روپے کو سود کی راہ پر ڈال دیتے ہیں تو ان کے یہی روپے ملک سے اکثر افراد کے گھروں میں پہنچ پہنچ کر آہستہ آہستہ ان کی دولت کو کھینچ کھینچ کر قرض دینے والوں کی جیبوں میں پہنچا دیتے ہیں اور صدی ڈیڑھ صدی کے بعد یہ تماشا نظر آتا ہے کہ قوم کے اکثر افراد بدترین معاشی لاغری میں مبتلا ہیں اور محدود سے چند گھرانوں یا شخصوں کے پاس ''دولت کا ورم'' پیدا ہو گیا ہے پھر بات اس حد پر آ کر نہیں رک جاتی ان دولت مندوں کے پاس اگر دولت اور سرمایہ کی قوت ہوتی ہے تو ملک کی اکثریت اپنے پاس جسمانی قوت رکھتی ہے، تنگ آ کر ان سود خواروں کی مالی قوت پر جسمانی قوت کا وحشیانہ حملہ ہو جاتا ہے پھر اس کے بعد جو کچھ ہوتا ہے سلطنتیں تباہ ہو جاتی ہیں امن وامان غارت ہو جاتا ہے غربا بھوکے بھیڑیوں کی طرح دولت مندوں کو چیر پھاڑ دیتے ہیں تاریخ ان نتائج کو آج یورپ میں دہرا رہی ہے یا دوہرانے والی ہے۔ [۲۱]

سودی نظام کے خطرات کے بارے میں مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی لکھتے ہیں کہ ''احتکار کی سب سے ملعون قسم'' سودی لین دین ہے جس اقتصادی نظام میں اس کا عمل دخل ہے وہ یکسر برباد اور تباہ ہے یہ کروڑوں انسانوں کو مفلس اور محتاج بنا کر ایک مخصوص طبقہ میں دولت کو سمیٹتا اور ان کو اس کا واحد اجارہ دار بنا دیتا ہے۔'' [۲۲]

سود کے ضمن میں یہ بات واضح ہے کہ سودی کاروبار کے نتیجے میں گردشِ دولت کا عمل رک جاتا ہے اور معاشرہ دو مختلف حصوں میں منقسم ہو جاتا ہے وسائل کا ایک بڑا حصہ محدود طبقے کے ہاتھ میں آ جاتا ہے اور دوسری طرف کروڑوں انسانوں کا ایسا طبقہ وجود میں آتا ہے جو اپنی بنیادی ضروریات کو بھی پورا نہیں کر سکتا ان حالات

میں ان دو طبقات میں ایک ایسا معاشرتی تفاوت فروغ پا جاتا ہے جو آخر کار جنگ وجدل پر منتج ہو جاتا ہے۔

سود کی طرح اسلام میں اکتناز اور احتکار کی کوئی صورت جائز نہیں ہے کیونکہ اکتناز اور احتکار کے عمل سے گردشِ دولت کا عمل رک جاتا ہے، اسلام فرد کو فطری مقابلہ کی آزادی دیتا ہے لیکن احتکار کی کسی بھی صورت کی اجازت نہیں دیتا حضور ﷺ نے سختی سے احتکار کی ممانعت کر دی ہے۔

ڈاکٹر جاوید اکبر انصاری لکھتے ہیں ''سرمایہ دارانہ نظام کی ترقی کا انحصار اس بات پر ہے کہ احتکار کی رفتار میں مسلسل اضافہ ہو لیکن احتکار کی بنیاد نظام پیداوار ہے لہٰذا احتکار کی رفتار میں مسلسل اضافہ ناممکن ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ پیداوار میں اضافہ خواہشات میں اضافہ نہ ہو تو پیداوار بیکار ہو جاتی ہے۔'' ۴۳

اسلام نظمِ معیشت میں ارتکاز دولت کا ایک اہم سبب قمار بازی کا عمل ہے جو کئی صورتوں میں موجود ہوتا ہے موجودہ دور میں قمار بازی کی نمایاں صورت (سٹہ بازی) ہے اس تجارتی جوئے نے عالمی اقتصادیات کو کمزور کر دیا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں کہ ''اگر کوئی معاملہ اس طرح کیا جائے جس میں نہ صحیح بدل موجود ہو اور نہ ہی باہمی تعاون پایا جاتا ہو جبکہ دوسرے کو نقصان دے کر نفع حاصل کرنا مقصود ہو جیسے ''قمار'' یا اس میں صحیح رضامندی موجود نہ ہو جیسے سود تو یہ تمام طریقے باطل اور ظلم ہیں اور ایسے معاملات ناجائز اور حرام ہیں۔ ۴۴

اسلامی نظمِ معیشت میں دیگر تمام عوامل چاہے وہ بخل کی صورت میں ہوں یا کسی بھی جدید بنکنگ نظام کی صورت میں ہوں جو گردشِ دولت کے عمل میں رکاوٹ کا سبب بنتے ہوں اور معاشرے میں طبقاتی تقسیم کا ذریعہ بنتے ہوں ایسے عوامل کے بارے میں اسلام کا نقطہ نظر انتہائی واضح ہے ایسے عوامل کا خاتمہ کیا جائے اور اس کے مقابل ایسے عوامل کی حوصلہ افزائی کی جائے جو معاشرے میں گردشِ دولت کا سبب بن سکتے ہوں اس وقت اگر عالمی حالات کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات کھل کر ہمارے سامنے آتی ہے کہ اس وقت دنیا میں ایک عجیب قسم کا تناؤ اور تفاوت موجود ہے جس نے انسانیت کو ایسے مصائب وآلام میں پھنسا دیا ہے جس سے نکلنے کی کوئی بھی صورت نظر نہیں آتی لیکن اسلام کی حقیقت سے آگاہ لوگ اس بات کو نہ صرف مانتے ہیں بلکہ یقین کی بنیاد پر اس بات کا دعوی کرتے ہیں کہ انسانی مشکلات کا اہم سبب دولت کا وہ ارتکاز ہے جو کسی اشتراکی، فسطائی، جاگیرداری اور سرمایہ دارانہ نظام کے نتیجے میں انسانیت کو اپنے شکنجوں میں جکڑے ہوتے ہیں ایسے حالات میں انسانی صلاح وفلاح کا ایک ہی راستہ ہے کہ اس نظام کا انتخاب کیا جائے جس میں گردشِ دولت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے اور اس حیثیت کو کئی قانونی اور اخلاقی نسبتوں سے یقینی بنایا گیا ہے۔

حوالہ جات وحواشی

1۔ الحدید۵۷: ۲۵

2۔ کئی مسلم ممالک میں اسلامی قوانین موجود ہیں مگر ان کو عملاً اختیار نہیں کیا جاتا مثلاً سود کے خاتمے کے حوالے سے سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلے موجود ہیں مگر سودی نظام کو ختم کرنے کے لئے حکومتی سطح پر کوششیں نہیں کی گئیں۔

3۔ البقرۃ۲: ۱۷۷ 4۔ البقرۃ۲: ۱۹۵

5۔ البقرۃ۲: ۲۱۹ 6۔ البقرۃ۲: ۲۶۱

7۔ الانعام۶: ۱۴۱ 8۔ الانفال۸: ۴۱

9۔ التوبہ۹: ۳۴، ۳۵ 10۔ التوبہ۹: ۶۰

11۔ مفتی محمد شفیعؒ ،اسلام کا نظام تقسیم دولت ص۔ ۱۷ دار العلوم کراچی ۱۹۷۳ء

12۔ امین احسن اصلاحیؒ ، تدبر قرآن ۸/۲۹۲ ،۲۹۳ فاران فاؤنڈیشن لاہور ۱۹۹۳ء

13۔ التوبہ۹: ۱۰۳

14۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ" ،خطبات بہاولپور ص ۱۸۳، جامعہ اسلامیہ بہاولپور، ۲۰۰۵

15۔ پروفیسر نور محمد غفاری، نبی کریم کی معاشی زندگی، ص ۳۳۵، مرکز تحقیق دیال سنگھ لائبریری لاہور، ۱۹۹۹ء

16۔ صحیح بخاری کتاب الزکوۃ ۲/ ۴۳

17۔ صحیح بخاری کتاب الزکوۃ ۲/ ۴۳

18۔ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ ،معاشیات اسلام ،ص ۷۵ ،اسلامک پبلیکیشنز ، ۱۹۹۷

19۔ مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ ، اسلام کا اقتصادی نظام ،ص ۳۱۳ مکتبہ رحمانیہ لاہور

20۔ سید شوکت علی، تقسیم میراث ،ص ۳، اسلامک پبلیکیشنز لاہور، ۱۹۹۵ء

21۔ مناظر احسن گیلانیؒ ، اسلامی معاشیات ،ص ۳۳۳، دارالاشاعت کراچی، ۱۹۹۷ء

22۔ مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، اسلام کا اقتصادی نظام ،ص ۲۶۵ ، مکتبہ رحمانیہ لاہور

23۔ ماہنامہ ساحل کراچی ،ص ۳۶، ۱۳۵، اپریل، ۲۰۰۱ء

24۔ حضرت شاہ ولی اللہ" ، حجۃ اللہ البالغۃ ص ۳۵۲، ۲۵۳ ، مکتبہ رحمانیہ لاہور

☆☆☆☆☆